ڈاکٹر عاصمہ غلام رسول*

پنجابی کلاسیکی شعراء کے کلام میں تلمیح نگاری
(تحقیقی و تنقیدی مطالعہ)

Abstract: *Talmeeh defines the usage of such words in poetry which depicts the whole story in the consciousness of the reader. A mature poet uses talmeeh to symbolize the problems of the society and he also uses it to collect the imagination. But the quality of poet is to use the talmeeh in simple and easy words so that, the same incident will come in the mind of the reader, to which the Poet has mentioned. We have not only analyzed the talmeehat in the poetry of mystic poets through this article but also have thrown the light on the importance of talmeeh in the Punjabi poetry.*

ہمیں دنیا بھر میں ادب کے دو روپ ملتے ہیں۔ ایک کا نام نثر اور دوسرے کا نام شاعری ہے۔ مزید ہمیں شاعری کے دو روپ نظر آتے ہیں، ایک داخلی اور دوسرا خارجی۔ شاعری کے داخلی روپ کا تعلق انسان کے جذبات و احساسات سے ہے جب کہ شاعری کے خارجی روپ سے مراد شاعری کا وزن، بحر، ہیئت، ردیف، قافیہ، اسلوب یعنی علم صرف، نحو، بیان اور بدیع وغیرہ سے ہے۔ دنیا بھر کے شعراء کرام اپنے کلام میں شاعری کے ان فنی محاسن کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔ اسی طرح پنجابی زبان و ادب کے شعراء نے شاعری کے فنی محاسن کو بہت خوب انداز میں پیش کر کے اپنی قابلیت کا منہ بولتا ثبوت دیا ہے۔ شاعری میں کسی تاریخی واقع کو بیان کرنے کے لیے مخصوص لفظ کا استعمال کر کے پورے واقع کی طرف دھیان کر دینا' گرائمر کی زبان میں تلمیح کہلاتا ہے۔ علم بدیع کی ایک اہم صفت "صنعت تلمیح" ہے۔ پنجابی زبان و ادب کا ایک بڑا نام علامہ یعقوب انور ہیں۔ آپ صفت تلمیح کے بارے میں اپنی کتاب "بول تے تول" میں یوں رقم طراز ہوتے ہیں:

کسے مشہور تاریخی، روایتی بات دے اشارے نال گل کرنی" (۱)

ہمیں پنجابی شاعری میں جو تلمیحات عام دکھائی دیتی ہیں۔ ان میں حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت یعقوبؑ ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت ابراہیم ' بادشاہوں، حکمرانوں اولیاء کرام کے مشہور واقعات ہیں۔ فضل شاہ نواں کوٹی کے قصے "سوہنی مہینوال" میں کئی مقامات پر اسلامی تلمیحات کا ذکر ملتا ہے کہ جس کو پڑھتے ہوئے قاری کی آنکھوں کے سامنے پورا واقع آجاتا ہے۔ حضرت یونس علیہ

* انچارج ڈپارٹمنٹ آف پنجابی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

السلام پر جب مشکل آئی تو اللہ کے حکم سے کشتی سے سمندر میں چھلانگ لگائی اور مچھلی نے انہیں نگل لیا۔ مچھلی کو اللہ کا حکم تھا کہ وہ انہیں کوئی بھی نقصان نہ پہنچائے۔ اس واقع کی طرف فضل شاہ نواں کوٹی دھیان کرواتے ہیں:

مچھلی یونسؑ والڑی آن پہونچی کھاون ماس ، اوپیاریا ویلڑا ای
تینوں کھلا اُڈیکدا راہ اُتے کوئی سانس، اوہ پیاریا ویلڑا ای (۲)

ترجمہ:

مچھلی یونس والی آ پہنچی کھانے گوشت، یہ وقت ہے پیارے
تمھارے راستے میں کھڑا انتظار کر رہا ہے کوئی سانس، یہ وقت ہے پیارے

اسی واقعے کو پنجابی کے ایک اور مہان صوفی شاعر خواجہ غلام فرید نے بھی اپنی کافی میں بیان کیا ہے۔ انہوں نے اس واقع کے ساتھ حضرت نوح علیہ السلام کے واقعے کی طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں کشتی بنانے اور ایمان رکھنے والے لوگوں کو اس میں سوار کرنے کا حکم دیا۔ مزید خواجہ غلام فرید نے بھی اپنی کافی میں حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر پلائے جانے کا بھی ذکر کیا ہے۔ آپ ان سب واقعات کو اپنے کلام میں تلمیح کا استعمال کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہوتے ہیں:

یونس پیٹ مچھلی دے پایو نوح طوفان لُڑھایا
شاہ حسینؑ کو شہر مدینے زہر دا جام پلایا (۳)

ترجمہ:

یونس مچھلی کے پیٹ میں ڈالا نوح کو طوفان میں ڈالا
شاہ حسینؑ کو شہر مدینہ میں زہر کا جام پلایا

حضرت آدم علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا' جنت میں بھیجا اور دونوں کو حکم دیا کہ ایک پھل کو چھوڑ کر جو دل کرے کھاؤ۔ حضرت آدم اور اماں حوا شیطان کے بہکاوے میں آکر پھل کھانے کی غلطی کر لیتے ہیں۔ جس پر اللہ ان دونوں کو الگ کر دیتے ہیں اور سزا کے طور پر زمین پر اتار دیتے ہیں۔ اس واقعے کی طرف فضل شاہ نواں کوٹی اس طرح توجہ کرواتے ہیں:

آدم بھل گیا ایڈی عقل والا کوئی باجھ خطا بتا مینوں
اک بوٹیوں باغ دتا مالی کوئی ایسا دکھلا مینوں (۴)

ترجمہ:

آدم بھول گئے اتنی عقل والے کوئی بغیر خطا بتاؤ مجھے
ایک درخت سے باغ دیا مالی کو،کوئی ایسا دکھاؤ مجھے

فضل شاہ نواں کوٹی نے حضرت یوسفؑ کے قصے کا ذکر اپنے کلام میں بڑے عمدہ انداز میں کیا ہے کہ کس طرح زلیخا کی عیاری کی وجہ سے حضرت یوسفؑ کو بے گناہ ہونے کے باوجود سات سال قید میں کاٹنی پڑی۔ آپ لکھتے ہیں :

یوسف نال فراق دے آہ ماری دیہ ملی تینوں تقدیر بیلی
پاش پاش زلیخا دا جیو ہویا جیہڑی عاشقاں دے وچ پیر بیلی(۵)

ترجمہ:

یوسف نے فراق میں آہ و زاری کی کہ مجھے ایسی تقدیر ملی ہے دوست
ٹکڑے ٹکڑے زلیخا کا دل ہوا جو عاشقوں کی پیر ہے دوست

اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام کو بہت سے امتحانوں میں ڈالا اور ان کو کامیابیاں بھی دیں۔ جیسے کہ خواجہ غلام فرید نے اپنی کافی میں مخصوص انداز سے کچھ انبیاء کا ذکر کیا ہے کہ جن کے صبر اور امتحان پر استقامت کی مثالیں دی جاتی ہیں۔ حضرت آدم کو جب جنت سے نکالا گیا تو اماں حوا سے دور کر دیا گیا، حضرت شعیبؑ کی قوم نے مظالم، حضرت نوحؑ کو کشتی بنانے کا حکم ۔اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت خلیل علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام پر جو آزمائشیں آئیں خواجہ غلام فرید ان کی طرف دھیان کرواتے ہوئے لکھتے ہیں:

کتھے آدمؑ تے کتھے شعیبؑ نبی کتھے نوحؑ کتھاں طوفان آیا
کتھے ابراہیمؑ خلیل نبی کتھے یوسف وچ کنعان آیا (۶)

ترجمہ:

کہاں آدمؑ اور کہاں شعیبؑ نبی کہاں نوحؑ کہاں طوفان اآیا
کہاں ابراہیمؑ خلیلؑ نبی کہاں یوسفؑ کنعان میں آیا

خواجہ غلام فرید کو پنجابی زبان میں "ہفت زبان شاعر" ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔اوپر دی گئی کافی میں انہوں نے اپنے باعلم شاعر ہونے کا ثبوت بھی دیا ہے۔ ایک اور جگہ کربلا کا ذکر کرتے ہوئے خواجہ غلام فرید لکھتے ہیں:

کربلا وچ تیغ چلا کر اپڑا کیس کر آیا
شمس الحق دی کھل لہوایو سرمد سر کپوایا(۷)

ترجمہ:

کربلا میں تلوار چلا کر پہنچ کیسے آیا
شمس الحق کی چمڑی ایسے لہو لوہان ہوئی سرمد سر کٹوا اآیا

اللہ تعالیٰ نے "کُن" فرمایا اور پوری کائنات وجود میں آ گئی۔ اس کائنات کے بننے کا ذکر قرآن پاک کی تفاسیر میں موجود ہے کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے صرف "کُن" فرما کر اس کائنات کو وجود دیا۔ اس تلمیح کو صاحبزادہ حاجی محمد صفوری نے قصہ "سسی پنوں" میں اس طرح بیان کیا ہے:

کن فیکون آوازہ ہو یا گونجی بانگ امر دی
کنج مخفی دے قفل نوں لگی امروں کلید مہر دی(۸)

ترجمہ:

کن فیکون کی آواز بلند ہوئی تو امر کی اذان گونجی
کیسے مخفی کے قفل کو لگی امر سے کلید مہر کی

حضرت سلطان باھوؒ نے بھی کن فیکون کو اپنی شاعری میں بطور تلمیح یوں استعمال کیا ہے :

ک کُن فیکون جدوں فرمایا اساں بھی کولوں پاسے ھو
ہکے ذات صفات رب دی آہی ہکے جگ ڈھنڈیاسے ھو(۹)

ترجمہ:

ک کن فیکون جب فرمایا ہم بھی آس پاس تھے ھو
ایک ہی ذات صفات رب کی ہے ایک ہی جہاں ملا ہے ھو

مزید حاجی محمد صفوری نے اپنے قصے "سسی پنوں" میں حضرت بی بی فاطمہؓ کے لال یعنی حضرت امام حسینؓ کی شہادت کا ذکر منفرد انداز میں کیا ہے اور دوسرے مصرعے میں حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کی جدائی کی طرف اشارہ ملتا ہے :

جا پچھ بی بی فاطمہؓ توں جس پال کے لال کہایا
یا ونج پچھ یعقوبؑ کنوں جس درد فراق ستایا(۱۰)

ترجمہ:

جا کے پوچھو بی بی فاطمہؓ سے جنہوں نے پال کے بیٹے کو کھو دیا
یا جا کے پوچھو یعقوبؑ سے جن کو فراق کے درد نے ستایا

شاہ حسینؒ پنجابی زبان کے دوسرے بڑے صوفی شاعر ہیں۔ آپ پنجابی کی صنف کافی کے موجد ہیں۔ آپ کی کافیوں میں بھی ہمیں تلمیحات ملتی ہیں۔ منصور الحاج ایک بزرگ گزرے ہیں۔ جنہیں حق کا نعرہ لگانے پر سولی پر چڑھا دیا گیا تھا۔ منصور حلاج کا ذکر کرتے ہوئے شاہ حسین فرماتے ہیں:

عشق دے در کراہیں، منصور قبولی سولی
شاہ حسین پیا در اُتے، جو کر پوے قبولی (۱۱)

ترجمہ:

عشق کے راستے پر چل کر ،منصور نے سولی پر چڑھنا قبول کیا
شاہ حسین در پر پڑا ،اگررب قبول کرے

اسی طرح سلطان العارفین سلطان باھوؒ نے بھی منصور حلاج کے واقعے کو تلمیحی انداز میں اپنی سی حرفی میں یوں بیان کیا ہے :

منصور جیہے چک سولی دتے جیہڑے وقف کل اسرار اں ھو
سجدیوں سر نہ چاہیئے باھو تو نیں کافر کہن ہزاراں ھو(۱۲)

ترجمہ:

منصور جیسے کو اٹھا کر سولی چڑھایا جو واقف تھے اسرار کل کے
سجدے میں سے سر نہ اٹھاناباھو چاہے کافر کہیں ہزاروں ھو

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ واحد ایسے نبی ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے معراج کا شرف عطا فرمایا۔ انہیں سات آسمانوں کی سیر کروائی اور جنت سے ایک خاص قسم کا پرندہ (براق) بھیجا کہ جس پر سواری کرتے ہوئے آپ اللہ کے پاس تشریف لے کے گئے اور واپس آکر لوگوں کو آپ نے واقع معراج کے بارے میں بتایا۔ اس واقع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پنجابی زبان وادب کے معروف شاعر حافظ برخوردار اپنی شاعری میں براق کا ذکر یوں کیا ہے:

جیویں براق رسول دا میری نیلی اوس اڈان
اوڑک اوہ کجھ ہوسی آ حافظ کلمہ پڑھے زبان(۱۳)

ترجمہ:

جیسے رسول کا براق ایسی میری نیلی کی اڑان
آخر کار وہ کچھ ہو گا اے حافظ جو کلمہ پڑھے زبان

کربلا کا واقعہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا نام لبوں پر آتے ہی ذہن میں گھومنے لگتا ہے کہ جب انہیں دھوکے سے کوفہ بلایا گیا۔ ان کے گھر والوں اور عزیز و اقارب کو کیسے بھوکے پیاسے رکھا گیا پر وہ حق کے آگے ڈٹے رہے۔ یزید کی بیعت قبول نہ کی اور آج اسلام کا پرچم انہیں کی بدولت سر بلند ہے۔ اس واقعے کی طرف حافظ برخوردار توجہ دلاتے ہیں۔

مرزا آکھدا بیٹے شاہ علی دے حسن حسین بھرا
اوہ لڑ دے نال یہودیاں وٹ کر دیے جنگ بھلا
چپ کر گئیاں بیبیاں حسنؓ حسینؓ کو ہا
منی رضا پیغمبراں حافظا توں بھی من رضا
جیؤ شہیداں نوں کربلا تینوں کھیوا ساڈے بھا(۱۴)

ترجمہ:

مرزا کہتا ہے بیٹے شاہ علی کے حسن حسین بھائی
وہ لڑتے ہیں ساتھ یہودیوں کے چاہے جنگ ہو جائے
چپ کر کے پاک بی بی نے حسن حسین کھو دیا
مانی ہے رضا پیغمبروں نے حافظ توبھی مان رضا
جیسے شہیدوں کو کربلا ویسے ہی تم ہو ہمارے لئے

تقریباً تمام صوفی شعراء نے اپنے اپنے انداز میں واقع کربلا کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔ سلطان باھوؒ نے بھی حضرت امام حسینؓ کے واقعے کا ذکر اپنی شاعری میں کیا ہے:

جے کر دین علم وچ ہوندا تاں سر نیزے کیوں چڑھدے ھو
اٹھاراں ہزار جو عالم آیا اوہ اگے حسینؓ دے مردے ھو
جے کجھ ملاحظہ سرور ﷺ دا کردے تاں خیمے تمبو کیوں سڑدے ھو
جے کر مندے بیعت رسولی تاں پانی کیوں بند کر دھو
پر صادق دین تنہاں دے باھو جو سر قربانی کردے ھو(۱۵)

ترجمہ:

اگر دین علم میں ہوتا تو سر نیزے کیوں چڑھتے ھو
اٹھارں ہزارکا جو عالم آیا وہ آگے حسینؑ کے مرتے ھو
اگر کچھ ملاحظہ سرور ﷺ کا کرتے تو خیمے تمبو کیوں جلتے ھو
اگر مانتے بیعت رسولی تو پانی بند کیوں کرتے ھو

حضرت سلطان باھو نے اپنے کلام میں حضرت خضر علیہ السلام کے واقع کو ایک بند میں یوں بیان کیا ہے کہ قاری کے شعور کی دنیا میں مکمل قصہ آجاتا ہے:

ایہہ تن رب سچے دا حجرا وچ پا فقیرا جھاتی ھو
ناں کر منت خواج خضر دی تیرے ادر آب حیاتی ھو
شوق دا دیوا بل ہنیرے متاں بھی وست کھڑا کی ھو
مرن تھیں اگے مر رہے باھو جنہاں حق دی رمز پچھاتی ھو(۱۶)

ترجمہ:

یہ تن خدا سچے کا حجرا اس میں ڈال فقیر نظر ھو
نہ کرو منت خواج خضر کی تمہارے اندر آب حیاتی ھو
شوق کا دیا جلا ؤ شاید تمہیں گمشدہ چیز مل جائے ھو
مرنے سے پہلے مر گئے باھو جنھوں نے حق کو پہچان لیا ھو

ایک اور جگہ حضرت سلطان باھوؒ نے آبِ حیات اور حضرت خضر علیہ السلام کا ذکر یوں کیا ہے :

الا اللہ گھر میرے آیا جیں آن اٹھایا پالا ھو
اساں بھر پیالا خضروں پیتا باھو آب حیاتی والا ھو(۱۷)

ترجمہ:

الا اللہ گھر میرے آیا جس نے آن اٹھایا اور پالا ھو
ہم نے بھرا ہوا پیالا خضر سے پیا باھو آب حیاتی والا ھو

صوفی شاعر میاں محمد بخش نے اس دنیا کی ابتدا اور اللہ کی تخلیق کو اپنے انداز میں بیان کیا ہے۔ ان کا شعر پڑھتے ہی قرآن پاک کی آیت "کن فیکون" کی طرف دھیان چلا جاتا ہے اور وہ سارا بیان جو قرآن پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے کُن فرما کر اس دنیا کو پیدا کیا اور بابا آدم کو دنیا میں اپنا نائب بنا کر بھیجا۔ میاں محمد بخش فرماتے ہیں:

ایس عجائب باغے اندرآدم دا رکھ لایا
معرفت دا میوہ دے کے واہ پھل داربنایا(۱۸)

ترجمہ:

اس عجب باغ کے اندر آدم کا درخت لگایا
معرفت کا میوہ دے کر خوب پھل دار بنایا

میاں صاحب نے ایک ہی شعر میں تین پیغمبروں کے واقعات کی طرف دھیان کروایا ہے۔ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بازار میں بکنے' ذوالقرنین کا ذکر' یاجوج ماجوج کو قید کرنے کے واقع کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی طرف توجہ دلائی ہے۔اس کے ساتھ ہی ساتھ سلیمان پیغمبر کا بھی ذکر ملتا ہے۔ میاں صاحب فرماتے ہیں:

حسن بازار اوہدے سے یوسف بردے ہو وکاندے
ذوالقرنین سلیمانؑ جہے خدمت گار کہاندے(۱۹)

ترجمہ:

حسن بازار میں یوسف بردے کی طرح فروخت ہوا
ذوالقرنین سلیمانؑ جیسے خدمت گار کہلائے

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو کئی معجزات سے نوازا جس میں سے ایک معجزہ مردوں کو زندہ کر دینے کا تھا۔ حضرت عیسیٰؑ کے اس معجزے کے بارے میں میاں محمد بخش اپنی مشہور داستان "سفر العشق" میں یوں رقم طراز ہوتے ہیں:

عیسیٰؑ خاک اُنہاں دے در دی گھن تیمم کردا
تاہیں دست مبارک اُس دا شافی ہر ضرردا (۲۰)

ترجمہ:

عیسیٰؑ خاک اُن کے در کی لے کر تیمم کرتا ہے
اس لئے دست مبارک اُس کا شافی ہرضرر کا

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کا بہت مشہور واقعہ ہے کہ جب اللہ کے حکم سے حضرت خلیل علیہ السلام اپنے بیٹے کو منیٰ کے میدان میں ذبح کرنے کے لیے لے جاتے ہیں اور اللہ ان کا امتحان لیتا ہے۔ تین بار چھری چلاتے ہیں پر چھری نہیں چلتی۔ اللہ کے حکم سے چھری دنبے پر چلتی ہے۔ حضرت خلیل علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنے امتحان میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ میاں صاحب نے اس قرآنی واقعے کو اپنے ایک شعر میں تلمیح کے روپ میں یوں لکھا ہے:

خال غلامی اس دی والا لایا پاک خلیلےؑ
جانی نوں قربانی کیتا مہتر اسماعیلےؑ(۲۲)

ترجمہ:

خال غلامی اس کی والا لگایا پاک خلیلؑ نے
جان کو قربان کیا معصوم اسماعیلؑ نے

پنجابی زبان و ادب کے کلاسیکی شعراء کے کلام میں موجود تلمیحات کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات بڑے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ ہمارے صوفی شعراء علم و دانش کے اُس مینار پر کھڑے ہیں جس کی روشنی ہر سُو پھیلی ہوئی ہے۔ ان صوفیاء کرام کا کلام ہمارے دلوں میں عقیدت و احترام کے ساتھ زندہ رہے۔

حوالہ جات:

۱۔ غلام یعقوب انور، علامہ، بول تے تول، لاہور: پنجابی ادبی بورڈ، 1981ء، ص:130
۲۔ فضل شاہ نواں کوٹی، سوہنی مہینوال، مرتب: ڈاکٹر انور احمد اعجاز، لاہور: بک ہوم، 2007ء، ص:148
۳۔ محمد آصف خاں مرتب، آکھیا خواجہ غلام فرید نے، لاہور: پاکستان پنجابی ادبی بورڈ، 2008ء، ص:52
۴۔ فضل شاہ نواں کوٹی، سوہنی مہینوال، مرتب: ڈاکٹر انوار احمد خاں، ص:174
۵۔ ،فضل شاہ نواں کوٹی، سوہنی مہینوال ، مرتب: ڈاکٹر انوار احمد خاں، ص:168
۶۔ محمد آصف خاں مرتب، آکھیا خواجہ غلام فرید نے، ص:47
۷۔ محمد آصف خاں مرتب، آکھیا خواجہ غلام فرید نے، ص:52
۸۔ حاجی محمد صفوری، سسی پنوں، صاحبزادہ، مرتب: صاحبزادہ یوسف طاہر ایم اے، لاہور: آئینہ ادب، 1972ء، ص:21
۹۔ سلطان الطاف علی، ڈاکٹر مرتب، ابیات باھوؒ ، لاہور: باھو پبلشرز، ۲۱۰۲ء، ص:۲۹۴
۱۰۔ ایضاً، ص:87
۱۱۔ محمد آصف خاں مرتب، کافیاں شاہ حسین، لاہور: پاکستان پنجابی ادبی بورڈ، 2014ء، ص:90
۱۲۔ سلطان الطاف علی، ڈاکٹر مرتب، ابیات باھوؒ ، لاہور: باھو پبلشرز، 2012ء، ص:420
۱۳۔ حافظ برخوردار، مرزا صاحباں، اسلام آباد: لوک ورثہ، اپریل 1984ء، ص:105
۱۴۔ ایضاً، ص:124
۱۵۔ سلطان الطاف علی، ڈاکٹر مرتب، ابیات باھوؒ ، لاہور: باھو پبلشرز، 2012ء، ص:267
۱۶۔ سلطان الطاف علی، ڈاکٹر مرتب، ابیات باھوؒ ، لاہور: باھو پبلشرز، 2012ء، ص:110
۱۷۔ ایضاً، ص:146
۱۸۔ میاں محمد بخش، سیف الملوک، مرتب: اقبال صلاح الدین، لاہور: عزیز پبلشرز، ص:۸
۱۹۔ ایضاً، ص: 12 ۲۰۔ ایضاً، ص: 12 ۲۱۔ ایضاً، ص:12

☆☆☆☆☆